زبیدہ خاتون نے تحریر کی ہیں —— اس پر ردِ عمل کا اظہار بالترتیب، لاہور سے بیگم حافظ عبدالرحمان نعیم اور فیصل آباد سے محترمہ علیمۃ السلام نے کیا ہے۔ جب کہ کتاب و سنت کی روشنی میں اس کے ایک پہلو کا جائزہ اس واقعہ کی مرکزی کردار "برقعہ پوش خاتون" نے پیش کیا ہے —— تاکہ "استحصال" کا نعرہ بلند کرنے والی ان خواتین کو یہ معلوم ہو سکے کہ جن عورتوں کے استحصال کا آپ نے آسمان سر پہ اٹھا رکھا اور ان کے قائد بننے کا آپ کو شوق چرایا ہے وہ خود بھی آپ کے خیالات سے اتفاق نہیں کرتیں، آپ کے طرزِ عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں —— اور آپ کو عورتوں کے "حقوق کا تحفظ" چاہنے والی خواتین کے ہراول دستہ کا سالار ماننے سے انکاری ہیں!

(اکرام اللہ ساجد)

محترمہ زبیدہ خاتون

خاتون کی ڈائری

انسانی معاشرہ افراد پر مشتمل ہے اور یہ حقیقت اپنی جگہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جس جگہ بھی چند لوگ اکٹھے رہتے ہیں۔ وہاں ان پر آپس میں کچھ حقوق و فرائض کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ بعض اوقات افراد ایک دوسرے سے اتنی چاہت اور عقیدت رکھتے ہیں کہ وہ اپنے حقوق کا ناجائز استعمال بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ اس اپنائیت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے انہیں کوئی مناسب طریقہ دکھائی نہیں دیتا اور وہ جذبات میں آکر اپنا حق کسی بھی طرح جتا دیتے ہیں۔

صدرِ مملکت کی اہلیہ بیگم شفیقہ جہاں جب سیرت کانفرنس میں مہمان خصوصی تھیں تو تقریب میں سے ایک خاتون اٹھی جو برقعہ پہنے ہوئے تھی۔ تب جنرل محمد ضیاء الحق خطاب کر چکے تھے اور خواتین کی سفارشات اور ان کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے لڑکی نے صاحب صدر کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کی کوشش کی۔ اسی اثناء میں پچھلی نشستوں پر سے ایک خاتون نے حرف مدعا کہا تب اس خاتون نے صدرِ مملکت کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا۔
"جناب —— بیگم ضیاء الحق میری ماں برابر ہے۔ جب بیگم صاحبہ بیرونِ ملک میں غیر مردوں سے ہاتھ ملاتی ہیں تو ہمیں بہت بُرا لگتا ہے۔ ماں غیر مردوں سے ہاتھ ملائے تو بیٹی کو غیرت آہی جاتی ہے، میری اپیل ہے کہ بیگم صاحبہ بیرونِ ملک مردوں سے ہاتھ نہ ملایا کریں۔"
ہال میں خاموشی چھاگئی، "جناب صدر۔ آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" صدرِ مملکت نے کہا۔
"آپ کی والدہ نے آپ کی بات سُن لی ہے۔ وہ آئندہ اس پر عمل کریں گی۔"
ڈیِن ڈویژن کی سیکرٹری بیگم سلیمہ احمد نے کہا —— کہ "قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ غیر مرد سے ہاتھ نہ ملایا جائے۔" جس پر چند عورتوں نے تالیاں بجائیں۔ جب کہ کسی نے کہا —— "بیگم سلیمہ احمد اپنی نوکری پکی کر رہی ہیں۔ اس لیے خاموش نہیں رہ سکیں۔"
صدر صاحب جا چکے تھے اور وہ لڑکی خاتون میزبان —— اور منتظم اعلیٰ وزیر کے عتاب کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے ڈانٹ ڈپٹ کی، کئی عورتوں نے اس برقعہ پوش خاتون کو جا کر دیکھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔ اور اس نے کوئی "ان ہونی" کہہ دی ہو، خاتون وزیر نے کہا کہ لڑکی کو ہرگز آدابِ محفل کا خیال نہیں۔ ورنہ وہ اپنی یہی بات الگ جگہ پر بھی کہہ سکتی تھی۔ اس نے نہایت بدمزگی پیدا کی ہے۔ اس وقت تک چند مقالے ابھی باقی تھے۔ جو پڑھے جانا تھے۔ لیکن کچھ ایسی افراتفری کا عالم ہوا کہ بیگم ضیاء الحق نے کہا کہ ظہرانے کے بعد دوسری نشست کا اہتمام کیا جائے۔ اور پہلی نشست برخاست ہوگئی۔
چند لمحوں بعد جب ایوانِ صدر میں بیگم ضیاء الحق داخل ہوئیں۔ تو خواتین نے انہیں گھیر لیا، بغل گیر ہوگئیں۔ ہماری طرف آئیں تو میں نے کہا کہ آپ کا بڑا حوصلہ اور تحمل مزاجی ہے کہ آپ نے لڑکی کی بات سنی، فرمانے لگیں۔ میں برا محسوس نہیں کرتی، جب کوئی تنقید کرے۔ بلکہ مجھے تو مردوں سے ہاتھ ملانا خود برا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن بیرونِ ممالک میں مجبوری ہوتی ہے۔ آپ خود ہی بتائیں جب کوئی ہاتھ آگے بڑھا دے تو کیا میں ہاتھ لٹکائے کھڑی رہوں؟"
کسی نے کہا —— آپ جنرل کی بیوی ہیں، سلوٹ کر دیا کریں۔
ظہرانے کے وقت خواتین خوش گپیوں میں مشغول اور سیرت کانفرنس پر تبادلۂ خیال کر

رہی تھیں۔ ایوان صدر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ کچھ عورتیں فارغ ہو کر میک اپ کرنے میں مصروف تھیں کہ میری نظر اس برقعہ پوش خاتون پر پڑی۔ جس کی عینک کے پیچھے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اور وہ سب سے الگ تنہا بیٹھی تھی۔ اور وہ ہر آنے جانے والے سے نظریں چرا رہی تھی۔ جیسے بے چاری کوئی گناہ کر بیٹھی ہو۔ اس نے کھانا کھایا تھا یا نہیں۔ یہ اس سے کسی نے نہیں پوچھا۔ سب اتنا ضرور کہہ رہے تھے کہ احمق ہے۔ اسے یوں گستاخی نہیں کرنا چاہیئے تھی جب کہ خاتونِ اول بیگم ضیاء الحق خواتین عالم دین میں بیٹھی ہشاش بشاش دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ خاتون جس نے خاتونِ اول کو ماں کے برابر کہہ کر مخاطب کیا اور پھر اس سے غیر مردوں سے ہاتھ نہ ملانے کی اپیل کی۔ شاید کچھ لوگوں کی نظر میں یہ بات چھوٹی سی ہو اور کچھ لوگوں کی نظر میں بہت بڑی زیادتی —— لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ بیرون ممالک دورے سے پہلے وہاں اپنے ملک کی کچھ خاص روایات اور مذہبی پابندیوں کا ذکر کر دیا جائے؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے سامنے کوئی شراب لاکر رکھ دے تو وہ یقیناً پینے سے انکار کرے گا بلکہ انکار کی وضاحت بھی کرے گا۔ جہاں اسلام میں غیر مردوں سے ہاتھ ملانے یا مصافحہ کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے، کوئی حدیث، فقہ اس بات کے لیے دلیل نہیں رکھتی کہ ایک عورت نامحرم سے ہاتھ ملا سکتی ہے۔ ایک اسلامی اور بابرکت فعل میں ایک خاتون کا اسلامی سوال یا اعتراض یوں عتاب کا نشانہ بنے گا شاید اس نے یہ سوچا نہ تھا ورنہ وہ اپنی عقیدت اور پیار کا مظاہرہ یوں نہ کرتی —— بہر طور خاتونِ اول کے سامنے اٹھایا جانے والا ایک سوال دوسری پاکستانی عورتوں کو بھی دعوتِ فکر دیتا ہے کہ انہیں قرآن و سنت اور احادیث کے حوالے سے کس حد تک آزادی حاصل ہے؟

بیگم حافظ عبدالرحمان سلیم

جرأتِ ایمانی کی زندہ اور تازہ مثال!

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر   کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

"بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے" (حدیث نبوی)

مکرمی و محترمی!